الجامع الفريد

﴿مسائل الجاهلية﴾

مؤلفات

مجدد الدّعوة الاسلامية شيخ الاسلام

الامام محمد بن عبدالوہاب التمیمی

۱۱۱۵ھ ـــــــــ ۱۲۰۶ھ

اردو ترجمہ

عطاءاللہ ثاقب

من اصدارات

المكتب التعاونى للدّعوة وتوعية الجاليات بالربوة

Islamic Propagation Office in Rabvah

P.O.Box:29465 Riyadh 11457 Tel:4454900-4916065

FAX:4970126 E-Mail:rabwah@islamhouse.com

http://www.islamhouse.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 0

مسائل
الجاہلیۃ

مؤلفات

مجدد الدّعوۃ الاسلامیۃ شیخ الاسلام

الامام محمد بن عبدالوہاب التمیمی

۱۱۱۵ھ ـــــــــــــ ۱۲۰۶ھ

اردو ترجمہ

عطاءاللہ ثاقب

بســـــم اللہ الــرّحـمـٰن الــرّحیـم

الــحَمدا للہ الــذی لا الٰـہ الاّ ھـو ،والصّلوٰ ۃ والسّـلام عـلـی مـن لانجاۃ الا بہ

وبــــعــــد :

ہر مسلمان کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ مومن اور مشرک کے درمیان حدّ فاصل صرف کلمہء توحید لاالٰـہ الاالـلہ محـــمدّ رسول اللّٰہ ہے۔شریعتِ اسلامیہّ اسی کلمہ توحید کی تشریح اور تفسیر ہے۔اللہ تعالیٰ نے جہاں کچھ اعمال بجالانے کو فرض قرار دیا وہاں کچھ ایسے افعال کا تذکرہ بھی فرمایا جن پر اعتقاد رکھنے اور عمل کرنے سے بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے حضور ذرہ برابر وقعت نہیں رکھتا۔ربِّ کریم نے مختلف اوقات میں جن امور سے اپنے بندوں کو مجتنب رہنے کی ہدایت فرمائی وہ قرآن میں مختلف مقامات پر درج ہیں ______اور کچھ امور ایسے ہیں جن کی حُرمت کا تذکرہ ربِّ کریم نے رحمتِ عالم ﷺ کی زبان مبارک سے بھی کریا،جن کا تذکرہ کتب حدیث میں موجود ہے۔

مجددالدّعوۃ الاسلامیۃ شیخ الاسلام محمدبن عبدالوہاب امطرہ اللہ غیث رحمۃ وانزلہ ، منزلۃ الصّدّیقین فی فسیح جنّۃ نے ان سب کو یکجا جمع کردیا جو کتابی صورت میں مسائلِ الجاھلیہ کے نام سے لاکھوں کی تعداد میں چھپ چکا ہے۔

راقم الحروف نے اس کی اہمیّت کے پیش نظر اسے اُردو زبان میں منتقل کردیا ہے تاکہ اُردوان طبقہ بھی مسائل کو سمجھ اور اپنے عمل وکردار میں سمو کر اپنے اعمالِ صالحہ کی حفاظت کر سکے۔دُعاء ہے ربِّ کریم میری اس حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے ہوئے نجات اُخروی کا ذریعہ بنائے۔وماذٰلک علی اللہ بعزیز .

عطاءاللہ ثاقب
(۱۲ جنوری ۱۹۷۹ء)

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیمْ

نحمده ونصلی علی رسولهِ الکریمْ

درج ذیل۱۲۳ مسائل ایسے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکینِ عرب کے درمیان متنازعہ فیہ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور یہ ایسے اصولی مسائل ہیں کہ جن کا ہر مسلمان کے علم میں آنا ضروری ہی نہیں بلکہ کوئی مسلمان ان سے صرفِ نظر نہیں کرسکتا کیونکہ ان میں اور اسلام میں بعد المشرقین ہے۔

سب سے اہم اور خطرناک بات یہ ہے کہ جو دلِ شریعت محمدیہ کے متعلق ایمان کی دولت سے خالی ہو اور اس عدمِ ایمان کے ساتھ ان مسائل کو استحسان کی نگاہ سے بھی دیکھے تو پھر اس کی شقاوت و بدبختی کی کوئی انتہا نہیں، والعیاذ باللہ۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿والّذِینَ اٰمنُو بِالْبَاطِلِ وَکَفَرُوْ ابِاللّٰهِ اُوْلٰئِکَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ْ﴾[العنکبوت:۵۲]

''جن لوگوں نے باطل کو مانا اور خدا تعالیٰ سے انکار کیا وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں''۔

۱ شرک:۔

اہلِ جاہلیّت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے دُعا کرتے وقت صالحین کو اس میں شریک کرلیا کرتے تھے بایں معٰنی کہ یہ صالحین اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے۔ اس شرکیہ عقیدہ کی قرآنِ کریم یوں وضاحت کرتا ہے:

﴿وَیَعْبُدُوْ نَ مِنْ دُونِ اللهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ ولَایَنفَعُهُمْ ویَقُولُوْنَ هٰٓؤُلآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَاللهِ ْ﴾[یونس:۱۸]

''اور یہ لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو ان کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں''۔

﴿وَالَّذِیْنَ اتَّخَتذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اولیآءَ مانَعبُدُو ھُمْ اِلّا لِیُقرِّبُوْنَا اِلَی اللہِ زُلفٰی﴾

ترجمہ : اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لئے پوُجتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا مقرّب بنادیں۔

یہی وہ اہم اور عظیم مسئلہ ہے جس میں رسولِ مکرّم ﷺ نے انکی مخالفت کی اور اخلاص عمل کا درس دیا اور بتایا کہ یہی وہ دینِ الٰہی ہے جس کی تبلیغ کی لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ کو مبعوث فرمایا اور یہ کہ وہ خالص عمل ہی کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے اور آپ ﷺ نے یہ بھی بتایا کہ جو شخص وہ اعمال کرے گا جن کو مشرکین استحسان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس کا بہشت میں داخلہ حرام اور اس کا ٹھکانہ جہنّم ہوگا۔

یہی وہ اہم مسئلہ ہے جس سے مسلمان اور کافر میں فرق ہوتا ہے اور یہیں سے محبت اور عداوت کی راہیں الگ ہوتی ہیں اور یہیں سے جہاد کی ابتداء ہوتی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَاتَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ﴾ [الانفال:۳۹]

''اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب خُدا ہی کا ہو جائے''۔

۲ فِرقہ بندی:۔

دین و دنیا میں اہلِ جاہلّیت کی راہیں الگ الگ تھیں اور اسی کو درست اور صحیح سمجھتے تھے۔ ربِّ کریم ان کے افراق کو یوں آشکار کرتا ہے کہ:

﴿کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ﴾ [المومنون:۵۳]

''جو چیز جس فرقے کے پاس ہے وہ اسی سے خوش ہو رہا ہے''۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ دین میں اِتّحاد و اتّفاق کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ [الشورىٰ:١٣]

''اُس نے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے) کا نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا گیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا''۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾

[الاعراف:]

''جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) راستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں''۔

ربِ کریم ان مشرکین کی مشابہت سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ﴾

[آل عمران:١٠٥]

''ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکامِ بیّن آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے''۔

دین میں فرقہ بندی کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ [آل عمران:١٠٣]

ترجمہ: اورسب مل کرخدا کی (ہدایت کی) رسّی کومضبوط پکڑے رہنااورمتفرق نہ ہونا۔

۳۔ بغاوت

مشرکین، حاکمِ وقت کی مخالفت اور عدمِ اطاعت کو اپنے لئے بہت بڑی خوبی اور اطاعت و فرمانبرداری کوذلت ورسوائی سمجھتے تھے،لیکن رحمت للّعلمین ﷺ نے ان کی مخالفت کی اورحکم دیا کہ اگرحاکمِ وقت ظلم کرےتو بھی اس پرصبر کیا جائے اوراطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے اسے نصیحت کی جائے۔ صحیحین کی روایت کے مطابق مندرجہ بالاتینوں اموروکورسولِ مکرّم ﷺ نے ایک ہی حدیث میں جمع کردیاہے۔ آپ ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ:

''ان اللہ یر ضٰی لکم ثلا ثا ''.

''خداتمہارے لئے تین چیزیں پسندکرتاہے:

۱) ان لا تعبدوا إلاّ اللّه ولا تشر كوا به شيًا،

خداکےسواکسی کی عبادت نہ کرواوراس کےساتھ کسی کوشریک نہ بناؤ۔

۲) وان تعتصيموابحبل اللّه جميعاولا تفرقوا

اورسب مل کرخدا کی (ہدایت کی) رسّی کومضبوط پکڑے رہواورمتفرق نہ ہو۔

۳) وان تنا صحوا من ولاّ اللّه امر كم ْ

اورحاکمِ وقت کونصیحت کرتے رہو۔

مندرجہ بالاتینوں امور سے جب تک لوگ بچتے رہےامن وسکون سے زندگی بسر کرتے رہےاور جب ان گناہوں میں ملوث ہوئے تو جہاں ان کا دین بربادہوا وہاں دنیاوی امورمیں بھی ترقی کی راہیں بندہوگئیں۔

۴۔ تقلید

مشرکین نے اپنے مذہب کے کئی ایک اصول بنا رکھے تھے جن میں سرِ فہرست تقلید تھی۔ مشرکینِ عالم کا سب سے بڑا اور اہم قاعدہ اپنے پیش رَو صلحاء کی تقلید کرنا تھا۔ ان کے اسی عقیدۂ بد کی قرآن کریم یوں وضاحت کرتا ہے کہ:

﴿وَ كَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ﴾ [الزخرف:۲۳]

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم سے پہلے کسی بستی میں کوئی ہدایت کرنے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر پایا ہے اور ہم قدم بقدم ان کے پیچھے چلتے ہیں۔

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ﴾ [لقمان:۲۱]

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا کہ جو (کتاب) خدا نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا اگر شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو (تب بھی)

ربّ کریم ترکِ تقلید پر ان کو یوں متنبہ فرماتا ہے کہ:

﴿قُلْ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ﴾ [سبا:۴۶]

''کہہ دو کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم خدا کے لئے دو دو اور اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو، رفیق کو جنون نہیں ہے''۔

﴿اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلاَ تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ ط قَلِیْلاً مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ [الاعراف:۳]

ترجمہ: (لوگو) جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو (اور) تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔

۵۔ جمہوریت کا بُت:۔

مشرکین کا ایک اہم اصول یہ بھی تھا کہ وہ اپنی کثرت پر نازاں تھے۔ کسی چیز کے صحیح یا غلط ہونے کو وہ قلّت و کثرت کے ترازو میں تولا کرتے تھے۔ ربّ کریم نے قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر اس معیار کو غلط اور لچر قرار دیا ہے۔

۶۔

اہل جاہلیت اپنے آباؤ اجداد کے طرزِ زندگی کو بطور حُجّت پیش کیا کرتے تھے۔ ربِّ کریم ان کے اس عقیدے کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی﴾ [طہ:۵۱]

''اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا''۔

﴿مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْٓ اٰبَآءِ نَا الْاَوَّلِیْنَ﴾

''ہم نے اگلے باپ دادا میں تو یہ بات کبھی نہیں سنی تھی''۔

۷۔ ملوک اور صاحبِ ثروت

مشرکین اپنے حق میں ان افراد کو بھی بطور استدلال پیش کرتے تھے جنہیں ذہنی اور عملی صلاحیتیں حاصل تھیں اور ان لوگوں کو بھی اپنا پیشوا سمجھتے تھے جو یا تو بادشاہ تھے یا جن کے پاس مال و دولت کی فراوانی تھی اور عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔

ربِّ ذوالجلال ارشادفرماتا ہے کہ:

﴿وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا اَن مَّكَّنَّاكُمْ فِيهِ ...... الخ﴾

''اور ہم نے ان کو ایسے مقدور دیے تھے جو تم لوگوں کو نہیں دیئے''۔

﴿وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾

ترجمہ: اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب ان کے پاس آ پہنچی تو اس سے کافر ہو گئے پس کافروں پر خدا کی لعنت۔

﴿يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ﴾

ترجمہ: وہ ان (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

۸۔ غرباء ومساکین سے بے التفاتی

مشرکین کی یہ بھی ایک عادتِ بد تھی کہ وہ کسی چیز کے غلط ہونے کیلئے یہ کہتے کہ اس کو تسلیم کرنے والے کمزور اور غریب لوگ ہیں۔

قرآنِ کریم نے ان کی اس عادتِ بد سے یوں پردہ اُٹھایا ہے:

﴿قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ﴾[الشعراء:۱۱۱]

''وہ بولے کہ کیا ہم تم کو مان لیں اور تمہارے پیرو تو رذیل لوگ ہوئے ہیں''۔

﴿اَهٰـؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ بَيۡـنِـنَا﴾ [الانعام:٥٣]

''کیا یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم میں سے فضل کیا ہے''۔

اللہ تعالیٰ اس عادتِ بد کی تردید فرماتا ہے:

﴿اَلَـيۡسَ اللّٰهُ بِاَعۡلَمَ بِالشّٰـكِـرِيۡنَ﴾

''بھلا خدا شکر کرنے والوں سے واقف نہیں؟''۔

۹۔ علماءِ سُوء کی قیادت

اہلِ جاہلیت اور مشرکین فاسق وفاجر اور علماءِ سُوۡ کو اپنا رہبر وراہنما سمجھا کرتے تھے، چناچہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی یوں راہنمائی فرمائی کہ:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَالرُّهۡبَانِ لَيَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ﴾ [التوبة:٣٤]

''مومنو! بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور راہِ خدا سے روکتے ہیں''۔

مشرکین کو ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا کہ:

﴿لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡـنِكُمۡ غَيۡرَ الۡحَـقِّ وَلَا تَتَّبِعُوۡۤا اَهۡوَآءَ قَوۡمٍ قَدۡ ضَلُّوۡا مِنۡ قَبۡلُ وَاَضَلُّوۡا كَثِيۡرًا وَّضَلُّوۡا عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ﴾[المائدة:٧٧]

''کہو کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو جو (خود) پہلے گمراہ ہوئے اور اور بھی اکثروں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے''۔

۱۰۔ قِلّتِ فہم:۔

مشرکین دینِ حق کو اس لئے بھی تسلیم نہ کرتے تھے کہ اس کو ان لوگوں نے مانا ہے جو فہم وفراست سے عاری ہیں اور قوتِ حافظہ سے محروم ہیں۔قرآن کریم ان کی اس کج روی کو یوں واضح کرتا ہے:

﴿ وَمَا نَرٰلَکَ اتَّبِعُکَ اَلَّا الَّـذِیْنَ ھُمْ اَرَاذِلَنَا بَادِی الرَّاْیِ ﴾ [هود:۱۷]

''اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمہارے پیرو وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم ادنیٰ درجے کے ہیں اور وہ بھی رائے ظاہر سے''۔

۱۱۔ قیاسِ فاسد:۔

مشرکین کے ہاں غلط قیاس سے استدلال کا عام رواج تھا جیسے کہ:

﴿اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ﴾ [ابراهيم:۱۰]

''تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی ہو''۔

۱۲۔ قیاسِ صحیح سے انکار:۔

قیاس صحیح کا انکار کرنا بھی مشرکین کی عادت تھی۔قیاسِ فاسد سے استدلال اور قیاسِ صحیح سے انکار کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ان دونو میں وجہ امتیاز کو نہ سمجھا۔

۱۳۔ غُلُوٌ:۔

اہل جاہلیت کا اپنے علماء اور صالحین اُمّت کی تعظیم وتکریم میں مبالغہ اور ان کی شان میں غلو کرنا ان کا عام شیوہ تھا۔ربِّ کریم نے مبالغہ آرائی سے یوں روکا ہے:

﴿يٰاهل الكتٰب لا تغلوا فی دينكم ولا تقولوا على الله الا الحق ﴾[النساء:١٧١]

''اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے نا بڑھو اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو''۔

۱۴۔ نفی واثبات:۔

مشرکین کے مندرجہ بالا (۱۳) افعالِ بد کی بنیاد ایک اصول پر مبنی تھی اور وہ تھا نفی واثبات۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت سے اعراض کرنا اور اپنے ظن وتخمین کی پیروی۔

۱۵۔ ہٹ دھرمی:۔

مشرکینِ جاہلیت کی خوئے بد ایک یہ بھی تھی کہ وہ احکام الٰہیہ کو یہ کہہ کر مسترد کر دیتے کہ یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں جیسے:

﴿وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْف ٌ ﴾ [البقرة:٨٨]

''اور کہتے کہ ہمارے دل پردے میں ہیں''۔

﴿يٰشعيبُ ما نفقهُ كثيرًا ممّا تقولُ ﴾ [هود:٩١]

''اے شعیبؑ! تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں''۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو جھوٹا قرار دیا اور فرمایا کہ ان کی یہ ہٹ دھرمی ان کے کفر اور ان کے دلوں پر مہر لگ جانے کی وجہ سے تھی۔

۱۶۔

کتب سماوی کے بدلے کتبِ جادو پر عمل کرنا بھی مشرکین کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کو

یوں ذکر فرمایا ہے کہ:

﴿نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِم کَاَنَّھُم لا یَعْلَمُوْنَ واتَّبَعُوْا مَاتَتْلُوْا الشَّیٰطِیْن ُعلیٰ ملک سُلَیْمٰن ج﴾[البقرة:۱۰۱۔۱۰۲]

''جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں سے ایک جماعت نے خدا کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا گویا وہ جانتے ہی نہیں۔اور سلیمانؑ کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے''۔

۱۷۔

مشرکین کا ایک کفریہ اصول یہ بھی تھا کہ وہ اپنے کفریہ اور مشرکانہ افعال کو انبیاءؑ کی طرف منسوب کر دیتے تھے، جیسا ربِّ کریم، انبیاء کرامؑ کی برأت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

﴿وَمَا کَفَرَ سُلَیْمٰن وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا﴾ [البقرة:۱۰۲]

''اور سلیمانؑ نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے''۔

''وما کان ابراھیمُ یھودِ یاً وّلا نصرانیّا ولکن کان حنیفاً مسلماً ط وماکان من المشرکین ''. [آل عمران:۲۷]

''ابراہیمؑ نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی، بلکہ سب سے بےتعلق ہو کر ایک خدا کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرمانبردار تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے''۔

۱۸۔ نسبت میں تناقض

مشرکین کی ایک یہ بھی دورُخی اور منافقت تھی کہ وہ اپنے آپ کو حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب کرتے اور کہتے کہ ہم ابراہیمی ہیں لیکن آپؑ کہ اتباع سے بھی رُوگردانی کرتے۔

۱۹۔ عیب جوئی

مشرکینِ عرب بعض صوفیاء کے قبیح اعمال کی وجہ سے صلحا سے امّت پر عیب جوئی اور طعنہ زنی سے بھی باز نہیں آتے تھے جیسے یہودیوں نے حضرت عیسٰیؑ پر الزام لگایا اور عیسایوں نے یہودیوں سمیت رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مجنون وغیرہ ہونے کی نسبت کی۔ العیاذ باللہ۔

۲۰۔ کہانت کو کرامت سمجھنا

مشرکینِ عرب، جادوگر اور کاہن کی شعبدہ بازی کو صلحاءِ کرام کی طرف منسوب کیا کرتے تھے اور طُرفہ یہ کہ بعض اوقات اس شعبدہ بازی کو انبیاء کرامؑ کی طرف منسوب کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے، جیسے حضرت سلمانؑ کی طرف جادو کو منسوب کرنا۔

۲۱۔

مشرکین کی عبادت سیٹی اور تالی بجانے پر موقوف تھی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اس قبیح حرکت کو یوں بیان فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ صَلاَتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ط﴾[الانفال:۳۵]

''اوران لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی''۔

۲۲۔

مشرکین نے اپنا دین صرف کھیل کود اور تماشے کو بنا رکھا تھا۔

۲۳۔

مشرکین کو دنیاوی عیش وعشرت نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور مال ومتاع کی اس فراوانی سے وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم پر راضی ہے۔ ربِّ کریم ان کے اس گمانِ باطل کو یوں بیان فرماتا ہے کہ:

﴿وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالاً وَّاَوْلَاداً وَمَانَحْنُ بِمُعَذَّ بِيْنَ﴾[سبا: ۳۵]

''اور (یہ بھی) کہنے لگے کہ ہم بہت سا مال اور اولا درکھتے ہیں اور ہم کو عذاب نہیں ہوگا''۔

۲۴۔

کمزور اور مساکین لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں پہل کی اس لئے مشرکین نے تکبّر اور خودغرضی کی وجہ سے قبولِ حق سے انکار کیا۔ چناچہ مسکین مسلمانوں کی توقیر کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے یوں مخاطب ہوتا ہے کہ:

﴿وَلاَ تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْ عُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيّ يُرِ يْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾

[الانعام:٥٦]

''اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں (اور) اس کی ذات کے طالب ہیں ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو''۔

۲۵۔

مشرکین کے نزدیک احکامِ الہیٰہ کے غلط ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ان کو تسلیم کرنے والے کمزور افراد تھے۔ مشرکین کا یہ غلط استدلال قرآن کریم نے خود نقل کیا ہے کہ:

﴿ لَوْ كَانَ خَيْراً مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ﴾ [الاحقاف:١١]

ترجمہ: اگر یہ (دین) کچھ بہتر ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے پہلے نہ دوڑ پڑتے۔

۲۶۔ تحریف

کتبِ الٰہیہ پر غور و فکر اور اُنہیں صحیح سمجھنے کے بعد ان میں تحریف کرنا مشرکین کا محبوب مشغلہ تھا۔

۲۷۔ غلط لٹریچر کی اشاعت

مشرکینِ عالم کا ایک مشغلہ یہ بھی تھا کہ وہ غلط اور بیہودہ کُتب لکھتے اور پھر نہایت ڈھٹائی سے یہ کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔

ربِّ کریم ان کی اس بے ہودگی کو یوں واضح فرماتا ہے کہ:

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ ...... الخ﴾

[البقرة:۷۹]

''پس ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس سے (آئی) ہے''۔

۲۸۔

مشرکینِ عرب ان ہی مسائل کو صحیح سمجھتے جو ان کے گروہ کے مذعومہ عقائد کے مطابق ہوتے تھے، جیسے ان کا یہ کہنا کہ:

﴿ نُوْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ﴾ [البقرة:۹۱]

''ہم تو (صرف) اس کتاب پر ایمان لا دیں گے جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور جتنی اس کے علاوہ ہیں ان سب کا انکار کرتے ہیں''۔

۲۹۔

مشرکینِ عالم کی ایک خصلتِ رذیلہ یہ بھی تھی کہ وہ اپنے ہی گروہ کے اصحابِ عقل ودانش کی صحیح باتوں کو سمجھنے کی کوشش نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اسی خصلت سے متنبہ فرماتا ہے کہ:

﴿فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ﴾ [البقرۃ]

''اگر تم صاحبِ ایمان ہوتے تو خدا کے پیغمبروں کو پہلے ہی کیوں قتل کیا کرتے''۔

۳۰۔ اِفتراق

عجائباتِ قدرت میں سے ایک یہ ہے کہ مشرکینِ جاہلیت نے ربِ کریم کی وصیّت، اتحاد واتفاق کو ترک کردیا اور افتراق واختلاف کے مرتکب ہوئے تو ہر گروہ اپنے کردار پر نازاں وفرحاں تھا۔

۳۱۔ اپنے ہی مسلک کی مخالفت کرنا

یہ بات بھی نشاناتِ قدرت کا عجوبہ ہے کہ مشرکینِ عرب جس دین و مذہب کی طرف اپنے اپنے کو منسوب کرتے تھے اسی دین سے بے پناہ بُغض واعداوت رکھتے اور کفار اور انکے دین و مذہب سے انتہائی محبت واُلفت رکھتے تھے جو ان کے اور ان کے نبی کے جانی دشمن تھے، جیسا کہ مشرکین کا معاملہ رحمتِ دوعالم ﷺ کے ساتھ تھا۔

آنحضرت ﷺ نے جب حضرت موسیٰؑ کے دین سے انہیں روشناس کرایا تو اُنہوں نے کُتبِ جادو کو اپنایا جو سراسر فرعون اور اس کی ذرّیّت کا ورثہ تھیں۔

۳۲۔ اِنکارِحق

مشرکین کا حق وصداقت سے انکار کرنا جب کہ وہ ایسے شخص کے پاس ہوتا جس کو وہ کمزور سمجھتے تھے۔
قرآنِ کریم ان کی اس خصلت کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىْءٍ ص وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَىْءٍ ﴾[البقرة:۱۱۳]

''یہودی کہتے ہیں کہ عیسائی رستے پر نہیں، اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی رستے پر نہیں''۔

۳۳۔

مشرکین کا ان اعمال سے انکار کرنا جن کو وہ اپنے دین کی بنیاد قرار دیتے تھے، جیسے بیت اللہ کا حج۔
اللہ تعالیٰ ان کی اس روش کو حماقت قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

﴿وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَه﴾[البقرة:۱۳۰]

ترجمہ: اور ابراہیمؑ کے دین سے کون روگردانی کرسکتا ہے بجز اس کے جو نہایت نادان ہو۔

۳۴۔

مشرکینِ عالم کی گروہ بندی کی مسابقت میں ہر فرقہ صرف اپنے ہی گروہ کو نجات دہندہ سمجھتا تھا۔ ربِّ کریم نے ان کی تکذیب کی اور فرمایا کہ:

﴿هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾

'' اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو''۔

اور پھر صحیح اور صراطِ مستقیم کی نشاندہی فرمائی کہ:

﴿بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ [البقرة:١١٢]

''ہاں جو شخص خدا کے آگے گردن جھکا دے اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کا صلہ اس کے پروردگار کے پاس ہے''۔

۳۵۔

مشرکین کے ہاں برہنگی کو بہترین عبادت سمجھا جاتا تھا جیسے:

﴿وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا﴾ [الاعراف:٢٨]

''اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہم کو یہی بتایا ہے''۔

۳۶۔

مشرکین کے ہاں حرام کو حلال قرار دینا بہترین اطاعت خیال کیا جاتا تھا، جیسے شرک کو عبادت سے تعبیر کیا کرتے تھے۔

۳۷۔

مشرکینِ عالم کے یہاں علماء اور پیروں کو اللہ تعالیٰ کے سوا ربّ اور مشکل کشاء سمجھنا بھی ایک عبادت سمجھا جاتا تھا۔

۳۸۔ الحاد

مشرکین صفاتِ الٰہیہ میں الحاد کے بھی مرتکب ہوئے تھے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اِنَّ اللهَ لاَ يَعْلَمُ كَثِيْراً مِّمَّا تَعْلَمُوْنَ﴾[فصلت:۲۲]

ترجمہ: تم یہ خیال کرتے تھے کہ خدا کو تمھارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں۔

۳۹۔

مشرکین کا اسمائے الٰہیہ میں الحاد کرنا جیسے:

﴿ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ﴾ [الرعد:۳۰]

﴿اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے﴾

۴۰۔

مشرکین عربِ تعطیل ؎ کے بھی قائل تھے جیسے آلِ فرعون کا قول۔

۴۱۔

مشرکین نقائص کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کیا کرتے تھے۔

۴۲۔

مشرکین کا اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں شرک کرنا جیسے مجوس کا قول تھا۔

۴۳۔

تقدیر کا انکار کرنا۔

ا؎ صفاتِ باری تعالیٰ کا انکار کرنے والوں کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ بیکار ہے کیونکہ اس نے اپنی تمام صفات اپنے برگزیدہ بندوں میں تقسیم کردی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ (مترجم)

۴۴۔

اللہ تعالیٰ کے خلاف حُجت قائم کرنا۔

۴۵۔

تقدیرِ الٰہی کا سہارا لے کر شریعت کے خلاف کرنا۔

۴۶۔

زمانے کو گالی دینا، جیسے مشرکین کہا کرتے تھے

﴿وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ﴾[الجاثية:٢٤]

''اور ہمیں تو زمانہ مار دیتا ہے''۔

۴۷۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا۔ جیسے کہ:

﴿يعرفون نعمت اللّٰہ ثُمّ ینکرو نھا ﴾[النحل:۸۳]

''یہ خدا کی نعمتوں سے واقف ہیں مگر ان سے انکار کرتے ہیں''۔

۴۸۔

اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنا۔

۴۹۔

بعض آیاتِ خداوندی کا انکار۔

۵۰۔

مشرکین کا یہ کہنا تھا کہ:

﴿مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ﴾

''خدا نے انسان پر کچھ بھی نازل نہیں کیا''۔

۵۱۔

مشرکین کا قرآنِ کریم کے بارے میں یہ کہنا کہ:

﴿اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴾ [المدثر:۲۵]

''یہ بشر کا کلام ہے''۔

۵۲۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت میں عیب نکالنا۔

۵۳۔

ظاہری اور باطنی حیلوں اور بہانوں سے کام لینا۔تا کہ انبیاء کرامؑ کے لائے ہوئے دین الٰہی کا خاتمہ ہو۔
جیسے کہ:

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَاللّٰهُ ط

ترجمہ:ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی خفیہ تدبیر فرمائی۔

(آل عمران--۵۴)

﴿وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۚ﴾[آل عمران:٧٤]

ترجمہ: اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اس کے آخر میں انکار کر دیا کرو تا کہ وہ برگشتہ ہو جائیں۔

۵۴۔

اس نیت سے حق کا اقرار کرنا کہ اس کی تردید کا ذریعہ معلوم ہو جائے۔

۵۵۔ تعصبِ مذہبی

مذہبی تعصب سے کام لینا بھی مشرکین کا عام دستور تھا جیسے:

﴿وَلَا تُؤْمِنُوا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُم﴾ [آل عمران:٧٤]

''اور اپنے دین کے پیرو کے سوا کسی اور کے قائل نہ ہونا''۔

۵٦۔

اسلام کے اتباع کو شرک قرار دینا بھی مشرکین کی عام رسم تھی جیسے:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلُ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

''کسی آدمی کو شایان نہیں کہ خدا تو اسے کتاب اور حکمت اور نبوّت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ''۔

۵۷۔

کتب الٰہیہ میں تحریف کرنا مشرکین کی عبادتِ ثانیہ تھی۔

۵۸۔

اہل حق کو بے دین اور ذیل وغیرہ القاب سے پکارنا۔

۵۹۔

ربِّ کریم کی ذات پاک پر کذب وافتراء باندھنا۔

۶۰۔

مشرکین جب دلائل کے سامنے مغلوب اور شکست کھا جاتے تو پھر ملوک اور سلاطین کے ہاں شکوہ شکایت لے جاتے تھے جیسے:

﴿اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ﴾ [الاعراف:۱۲۷]

ترجمہ: کیا آپ موسیٰؑ اور ان کی قوم کو یونہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں؟

۶۱۔

اہل اسلام کو مفسد ہونے کا عیب لگانا بھی مشرکین کی خصلتِ بد تھی جیسے مسئلہ ۶۰ میں ذکر ہوا ہے۔

۶۲۔

اہل اسلام پر یہ بھی الزام لگانا کہ وہ شاہی دین میں نقص نکالتے ہیں جیسے:

﴿وَيَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ﴾ [الاعراف:۱۲۷]

''اور آپ کو، آپ کے معبودوں کو ترک کیے رہیں''۔

فرعون نے اہل وطن سے کہا کہ:

﴿اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ﴾ [المومن:۲۶]

ترجمہ: مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں تمہارے دین کو نہ بدل دے۔

۶۳۔

مشرکین کی اہل اسلام پر تہمت بھی تھی کہ وہ شاہی معبودوں میں نقص نکالتے ہیں جیسے کہ مسئلہ ۶۲

میں ذکر ہوا۔

٦٤۔

اہل اسلام پر مشرکین کا یہ بھی بہتان تھا کہ وہ دین میں ردّ و بدل کردیں گے جیسے:

﴿اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْھِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ﴾[المؤمن– ٢٦]

ترجمہ: مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں تمہارے دین کو بدل نہ دے یا ملک میں فساد نہ پیدا کردے۔

٦٥۔

اہل اسلام پر ایک یہ الزام بھی تھا کہ وہ بادشاہ کی عیب جوئی کرتے ہیں ، قرآن مجید کا لفظ ’’ ویذرک ‘‘ اسی معنٰی کو واضح کرتا ہے۔

٦٦۔ ترکِ حق

مشرکین کے دین میں جو باتیں حق ہوتیں ان پر عمل کرنے کا دعویٰ کرنے جیسے نؤمنُ بما اُنزل علینا. لیکن درحقیقت وہ انہیں چھوڑ چکے ہوتے۔

٦٧۔ افراط

مشرکین، عبادات میں اضافہ کرلینا باعثِ شرف خیال کرتے تھے جیسے کہ محرم کی دس تاریخ (میں روزہ رکھنا وغیرہ)۔

۶۸۔ تفریط

مشرکین عبادات میں کمی کرنے کے بھی عادی تھے جیسے میدانِ عرافات میں ترک وقوف۔

۶۹۔ ترکِ واجب

پرہیزگاری کی آڑ میں واجبات کا ترک کرنا بھی مشرکین میں عام تھا۔

۷۰۔

پاکیزہ رزق کو ترک کرنا بھی مشرکین کی بہترین عبادت تھی۔

۷۱۔

ربِّ کریم کا عطا کردہ خوبصورت لباس استعمال نہ کرنا بھی مشرکین کی عبادت تھی۔

۷۲۔

لوگوں کو گمراہی کی طرف دعوت دینا مشرکین کا خاص مشغلہ تھا۔

۷۳۔

مشرکین عرب اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تو ضرور کرتے تھے لیکن درحقیقت شریعت کو ترک کر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے اطاعت کو یوں مطالبہ کیا کہ:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾[آل عمران: ۳۱]

آپ یوں فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

۷۴۔

دیدہ دانستہ کفر کی طرف لوگوں کو دعوت دینا عام تھا۔

۷۵۔

مکروہ فریب اور خطرناک سازشیں کرنا مشرکینِ عرب کا دن رات کا کھیل تھا جیسے قوم نوح کی عادت تھی۔

۷۶۔

مشرکین عرب کی قیادت یا تو علمائے سو کے ہاتھ میں تھی اور یا جاہل صوفیاء کے قبضہ مین، قرآن مجید اس کی یوں وضاحت کرتا ہے:

﴿وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾[البقرة:۷۵]

''ان مین سے کچھ لوگ کلام اللہ کو سنتے، پھر اسے سمجھ لینے کے بعد اسکو جان بوجھ کر بدل دیتے رہے ہیں''۔

۷۷۔

بے بنیاد اور جھوٹی آرزوں میں مبتلا ہونا بھی مشرکین میں عام تھا جیسے:

﴿وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّاماً مَّعْدُوْدَةً﴾

''اور کہتے ہیں کہ (دوزخ کی) آگ ہمیں چند روز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی''۔

(البقرة--۸۰)

دخولِ جنت کی خوش فہمی میں یوں گرفتار تھے۔

﴿لَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْداً اَوْنَصٰرىٰ﴾

ترجمہ: کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا کوئی بہشت میں نہیں جانے کا۔

۷۸۔

انبیاء کرامؑ اور صالحینِ اُمّت کی قبروں کو عبادت گاہ بنالینا مشرکین کا بدترین فعل تھا۔

۷۹۔

آثارِ انبیاء کرامؑ کو عبادت گاہ بنانا بھی جاہلیت کا عام شیوہ تھا، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے۔

۸۰۔

قبروں پر چراغاں کرنا بھی مشرکین کی بدعملی تھی۔

۸۱۔

قبروں پر میلہ لگانا اور عرس کرانا بھی اہل جاہلیت کا دستور تھا۔

۸۲۔

قبروں کے پاس جانور ذبح کرنا بھی مشرکین کی اہم عبادت تھی۔

۸۳۔

بزرگوں کے آثار سے تبّرک حاصل کرنا بھی اہل جاہلیت کی خُو تھی ۔ جیسے دارالنّد وۃ اوراس کے منتظمین ۔ حکم بن حزام، جودارالنّد وۃ کے منتظمین میں سے تھا،کوایک دفعہ کہا گیا کہ:

بعث مکر مۃ قریش

لوگوں نے قریش کے معزز وشریف شخص کوبھیجا ہے۔

حکم بن حزام نے جواباً کہا کہ:

ذھب المکارم الا التقویٰ

شرافتیں ختم ہوگئی صرف تقویٰ باقی ہے۔

۸۴۔

خاندانی شرافت پرفخر کرنا۔

۸۵۔

نسب اوررشتہ میں عیب لگانا۔

۸۶۔

ستاروں کی مختلف منزلوں سے بارش برسنے کاعقیدہ رکھنا۔

۸۷۔

نوحہ اور بین کرنا۔

۸۸۔

اپنے نسب پر فخر کرنا مشرکین کی بہت بڑی فضیلت تھی چنانچہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر اس کی تردید کی گئی ہے۔

۸۹۔

صیحھ بات پر فخر کرنا بھی مشرکین اپنی بہت بڑی فضیلت خیال کرتے تھے لیکن اسلام نے فخر کو ممنوع قرار دے دیا۔

۹۰۔

مشرکین کا سب سے اہم اور ضروری کام اپنے فرقہ کے فرد سے تعصب اور اس کی ہر حالت میں مدد کرنا تھا، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ربِّ کریم نے اسکی سخت مذمّت کی ہے۔

۹۱۔

مشرکین کے مذہب میں کسی شخص کو دوسرے شخص کے جرم میں پکڑنا جائز تھا اس کی تردید میں فرمانِ باری تعالیٰ ہوا کہ:

﴿......ولا تزر وازرة وزر اخرىٰ ۚ......﴾

’’کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں سزاوارِ سزا نہیں۔‘‘

۹۲۔

کسی نسب مین عیب نکالنا بھی جاہلیت کی ترکہ ہے جیسے کہ ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی شخص کی والدہ کے بارے میں یہ کہا تھا کہ:

یا بن سوداء

اے کالی ماں کے بیٹے؟

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصّے میں آ گئے اور فرمایا کہ:

اعیرته بامه انّک امرءٌ فیک جاهليّة

ترجمہ: تو نے اس کو اس کی ماں کے بارے میں عار دلائی ہے۔ ابھی تمہارے اندر جاہلیت کی بو موجود ہے۔[1]
(متفق علیہ)

۹۳۔

بیت اللہ شریف کی تولیت پر فخر کرنا مشرکین کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ بایں الفاظ ان کی مذمّت کرتا ہے۔

﴿**مُسْتَكْبِرِيْنَ** ۖ صلے **بِهٖ سَمِرًا تَهْجُرُوْنَ**﴾

ترجمہ: وہ سرکشی کرتے، کہانیوں میں مشغول ہوتے اور بے ہودہ بکواس کرتے تھے۔
(المؤمنون--۶۷)

۹۴۔

انبیاء کرامؑ کی اولاد ہونے پر فخر کرنا، اس زعمِ باطل پر ربِّ کریم ان کو یوں متنبہّ فرماتا ہے:

﴿ **تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ**﴾

ترجمہ: کہ یہ جماعت گزر چکی، ان کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔
(البقرۃ--۱۳۴)

۹۵۔

صنعت وحرفت پر فخر کرنا جیسے دو اہم تجارتی سفر کرنے والوں نے کھیتی ناڑی کرنے والوں پر اپنی برتری کا اظہار کیا۔

۹۶۔

دنیا اور اس کی زیب وزینت کی عظمت مشرکین کے دلوں پر چھا گئی تھی، اللہ تعالیٰ ان کا قول یوں نقل فرماتا ہے کہ:

﴿ لَوْلَا نُزِّلَ هٰـذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَـيْنِ عَظِيْـمٍ ﴾

ترجمہ: یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا؟
(الزخرف--۳۱)

۹۷۔

اللہ تعالیٰ پر رعب ڈالنا بھی ان کی ایک بہت بڑی حماقت تھی، جیسے مسئلہ 95 میں ذکر ہوا۔

۹۸۔

فقراء اور مساکین کو حقیر سمجھنا مشرکین کی عام عادت تھی۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں مخاطب ہو کہ:

﴿وَلاَ تَطْرُدِ الَّـذِيْنَ يَدْ عُوْ نَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَـهٗ ﴾

ترجمہ: اور جولوگ صبح وشام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں اوراس کی ذات کے طالب ہیں، ان کو (پاس سے) مت نکالو۔ (الانعام--۵۲)

۹۹۔

مشرکینِ عالم، انبیاء کرامؑ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والوں کواخلاص سے تہی دامن اور دنیادار ہونے کا طعنہ بھی دیا کرتے تھے۔ ربِّ کریم نے فرمایا کہ:

﴿ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ﴾[الانعام:۵۲]

ترجمہ: ان کے حساب کی جواب دہی تم پر کچھ نہیں۔

۱۰۰۔

فرشتوں کا انکار۔

۱۰۱۔

انبیاء کرامؑ کا انکار۔

۱۰۲۔

کتبِ سماویہ کا انکار۔

۱۰۳۔

اللہ تعالیٰ کے احکام نے روگردانی۔

۱۰۴۔

قیامت کا انکار۔

۱۰۵۔

اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے انکار۔

۱۰۶۔

انبیاء کرامؑ نے قیامت کے بارے میں جو پیش گوئیاں فرمائیں، ان میں سے بعض کا انکار۔ اللہ تعالیٰ مشرکین کی اس خصلت سے آگاہ فرماتا ہے کہ:

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا باٰیاتِ رِبِّھِمْ وَلِقآئِہ﴾

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیات اور اس کی ملاقات سے انکار کیا تھا۔
اللہ تعالیٰ کے مالکِ یومِ الدّین ہونے کی نفی، نیز فرمانِ خدا کہ لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ کی تکذیب بھی مشرکین کے عقائدِ باطلہ میں سے ہے۔

۱۰۷۔

جبت اور طاغوت پر ایمان لانا ان کا اصول تھا۔

۱۰۸۔

مشرکین کے دین کو مسلمان کے دین پر فضیلت دینا اہلِ جاہلیت کا عام دستور تھا۔

۱۰۹۔

حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ کرنا۔

۱۱۰۔

حق کو جانتے ہوئے چھپانا۔

۱۱۱۔

مشرکین کا گمراہ کُن اصول ایک یہ بھی تھا کہ وہ بغیر علم کے بہت سی بیہودگیاں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردیتے تھے۔

۱۱۲۔

حق کو جھٹلانے کے بعد ان کے اقوال وافعال میں واضح تضاد پیدا ہوگیا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿ **بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَ هُمْ فَهُم فِيْ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ** ﴾

ترجمہ: بلکہ جب ان کے پاس حق آ پہنچا تو انہوں نے اس کو جھوٹ سمجھا، سو یہ ایک اُلجھی ہوئی بات میں ہیں۔

(قٓ -- ۵)

۱۱۳۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ بعض احکام پر ایمان اور بعض سے انکار۔

۱۱۴۔

انبیاء کرامؑ کے درمیان تفریق کرنا۔

۱۱۵۔

بغیر علم کے انبیاء کرامؑ کی مخالفت کرنا۔

۱۱۶۔

سلفِ اُمّت کی اطاعت کا دعویٰ لیکن اعمال و کردار میں اُن کی مخالفت کرنا۔

۱۱۷۔

جو لوگ انبیاء کرامؑ پر ایمان لے آتے انہیں اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکنا۔

۱۱۸۔

کفر اور کافروں سے محبت کرنا۔

۱۱۹۔

پرندوں کو اُڑا کر فال لینا۔

۱۲۰۔

زمین پر خطوط وغیرہ کھینچ کر فال لینا۔

۱۲۱۔

فالِ بد لینا۔

۱۲۲۔

کاہن بننا یا کاہن کے پاس جانا۔

۱۲۳۔

کسی بھی طاغوت کے پاس فیصلہ لے جانا۔

۱۲۴۔

لونڈی اور غلام کے نکاح کو برا سمجھنا۔

وَصَلّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحبِهٖ اَجْمَعِين

الحمدالله! کہ مسائل الجاہلیّہ کا اُردو ترجمہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۸ھجریہ موافق ۱۱ دسمبر ۱۹۷۸ء صبح ۹۱/۲ بجے مکمل ہوا۔

عطاالله ثاقب